121438-کیا جنسی زیادتی کا شکار ہونے والی عورت پر عدت لازم ہے ؟

سوال

ایک لڑکی کو زبردستی جنسی زیادتی کا شکار بنایا گیا کیا اس پر عدت ہوگی ؟

پسندیدہ جواب

فقہاء کرام کا ایسی عورت کے متعلق اختلاف ہے جس سے زنا کیا گیا ہو چاہے زبردستی ہو آیا وہ عدت گزارے گی یا نہیں ؟

اس میں تین قول ہیں :

پہلا قول :

اس پر کوئی عدت نہیں، احناف اور شافعیہ کا مسلک یہی ہے .

دیکھیں : الموسوعۃ الفقھیۃ (337/29).

دوسرا قول :

مالکیہ اور حنابلہ کے ہاں وہ تین حیض عدت گزارے گی.

ابن قدامہ رحمہ اللہ اس قول کی علت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں :

" یہ وطئ ہے جو رحم کے مشغول کا متقاضی ہے، اس لیے اس سے عدت واجب ہے جس طرح کہ شبہ سے وطئ میں ہے، لیکن اس کا مطلقہ عورت کی طرح عدت واجب ہونا تو یہ اس لیے کہ یہ آزاد تھی اس لیے اس کا استبراء رحم ہونا واجب ہے جس طرح کہ بشبہ والی عورت سے وطئ کی گئی کی ہے " انتہی

دیکھیں : المغنی (80/8).

اور الدسوقی اپنے حاشیہ میں کہتے ہیں :

" الجلاب میں کہتے ہیں : اور جب عورت زنا کرے یا اس سے زبردستی کی جائے تو اس وطئ کے بعد استبراء رحم کے لیے تین حیض ہیں، اور اگر وہ لونڈی ہو تو ایک حیض کے ساتھ استبراء رحم ہوگا، چاہے وہ خاوند والی ہو یا بغیر خاوند کے " انتہی.

دیکھیں : حاشیۃ الدسوقی (471/2).

تیسرا قول :

ایک حیض کے ساتھ اس کا استبراء رحم ہوگا، یہ مالکیہ کا ایک قول، اور امام احمد سے روایت ہے، اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اسے اختیار کیا ہے.

المرداوی رحمہ اللہ الانصاف میں کہتے ہیں :

"اوران سے (یعنی امام احمد) سے مروی ہے ایک حیض کے ساتھ استبراء رحم ہوگا، اسے حلوانی، ابن رزین، اور شیخ تقی الدین (یعنی شیخ الاسلام ابن تیمیہ) نے اختیار کیا ہے. انتہی

دیکھیں : الانصاف (295/9).

اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے اسے راجح قرار دیا ہے کہ اگر تو وہ عورت خاوند والی ہو تو اس پر نہ تو عدت لازم آتی ہے، اور نہ ہی استبراء رحم، اور اگر بغیر خاوند کے ہو تو پھر ایک حیض کے ساتھ استبراء رحم ہوگا.

رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" تیسرا قول : اس پر نہ تو عدت ہے اور نہ ہی استبراء رحم، یہ ابو بکر، عمر اور علی رضی اللہ تعالی عنہم سے مروی ہے، اور امام شافعی کا مسلک یہی ہے، اور سب اقوال میں سے صحیح قول بھی یہی ہے، لیکن اس قول پر اگر وہ حاملہ ہوجائے تو اس کا نکاح صحیح نہیں ہوگا حتی کہ وضع حمل ہوجائے؛ کیونکہ اس حالت میں اس سے وطئ کرنا ممکن نہیں؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاملہ سے وطئ کرنے سے منع فرمایا ہے حتی کہ وضع حمل ہوجائے "

اس سے فائدہ یہ ہے : اگر وہ خاوند والی ہے مثلا تو اگر وہ زنا کرتی ہے تو ہم خاوند کو یہ نہیں کہینگے تم اس سے دور رہو، بلکہ ہم یہ کہینگے : تم اس سے جماع کر سکتے ہو اور آپ کے لیے اس سے اجتناب کرنا ضروری نہیں، لیکن اگر اس سے حمل ظاہر ہوگیا تو پھر اس سے جماع نہ کرو، اور اگر حمل ظاہر نہیں ہوتا تو وہ تیرے تیرے لیے ہے.

اور کوئی قائل یہ کہے :

کیا یہ احتمال نہیں کہ حمل زنا سے ہوا ہو؟

ہم کہینگے : یہ احتمال وارد ہے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تو یہ ہے :

"بچہ بستر والے کے لیے ہے، اور زیادتی کرنے والے کے لیے پتھر ہیں"

جب ہمیں یقین ہے کہ وہ عورت زنا سے حاملہ ہوئی ہے تو بھی بچے کا حکم یہی ہوگا کہ وہ بستر والے (یعنی خاوند کے) لیے ہے، اور جب وہ عورت زنا سے حاملہ ہوئی ہو اور ہم خاوند کو کہیں کہ تم اس سے وطئ مت کرو تو بغیر وطئ کیے اس سے خوش طبعی کرنا اور مباشرت کرنا جائز ہے، صرف اسے جماع سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ وہ کسی دوسرے کی کھیتی کو پانی نہ دے " انتہی.

دیکھیں : الشرح الممتع (232/13).

اور شیخ رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے :

"بلکہ یہ قول ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ اور صحابہ کرام کی ایک جماعت سے مروی ہے، کہ زنا شدہ عورت پر مطلقا کوئی عدت نہیں، اور نہ ہی اس کا استبراء رحم ہوگا، خاص کر جب وہ خاوند والی ہو؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"بچہ بستر والے (کے لیے) ہے"

بلکہ انسان کو چاہیے کہ جب وہ جان لے کہ اللہ محفوظ رکھے اس کی بیوی نے زنا کیا ہے اور وہ توبہ کر چکی ہے تو وہ فی الحال اس سے جماع کرے، تاکہ مستقبل میں اس کے دل میں کوئی شک نہ رہے، کہ آیا وہ زنا سے حاملہ ہوئی ہے یا کہ نہیں ؟

جب وہ بیوی سے اسی وقت جماع کریگا تو یہ محمول کیا جائیگا کہ بچہ خاوند کا ہے، زانی کا نہیں، لیکن اگر عورت کا خاوند نہ ہو تو راجح قول کے مطابق اس کا ایک حیض کے ساتھ اس کا استبراء رحم کرنا ضروری ہے" انتہی

دیکھیں : الشرح الممتع (282/13).

واللہ اعلم.